عشق اور محبت

(مولانا مولوی صوفی سید شاہ عبدالقادر صاحب رضا شمس آبادی)

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط کی خلاصہ تفسیر یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو خدائے پاک کے ساتھ محبت کے معاملہ میں برابر تولتے تھے لیکن ایمان والوں کا معاملہ اس کے برعکس تھا کیونکہ ان کو خدائے پاک کے ساتھ محبت زیادہ تھی۔

مگر آیۂ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اہل شرک بھی محبت رکھتے ہیں صرف کمی اور بیشی کا سوال باقی رہ جاتا ہے اور یہی چیز اصل محبت قرار پاتی ہے۔

مشرک خدا کو بھی چاہتا ہے اور بتوں کو بھی لیکن ایماندار خدا کی محبت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اس کے سمع و بصر میں خدا کے سوا کسی کا شہود ہی نہیں رہتا۔ حدیث حبک الشیء یعمی و یصم کی پوری پوری تصدیق ہو جاتی ہے اور اسی شدید محبت کا نام عشق ہے۔

قرآن پاک میں عشق کا لفظ مستعمل نہیں ہوا ہے لیکن اس کی تعبیر اشد حبا سے کی گئی ہے گویا زیادتی محبت خود عشق ہے۔ مطلب یہ کہ محبت جب دل کو ڈھانپ لیتی ہے تو اس محبت کا نام عشق قرار دیا جاتا ہے جیسے [illegible] پانی میں غوطہ مارا تو جو [illegible] پانی کا [illegible] آپ کے وجود پر ہو چکا اب جس طرف دیکھیں گے پانی ہی پانی ہوگا ورنہ [illegible]

فنا فی الحق

مومن بذریعہ عشق یعنی اشد و افزائش محبت کے [illegible] فنا فی الحق ہو جاتا ہے [illegible] بلند ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ [illegible] فنا فی الحق کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔

مثال

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ [illegible] زلیخا کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا زلیخا کے دل پر [illegible] گویا محبت [illegible] دل کی شغف

© rasailojaraid.com

بن گئی اور شغاف اس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر منڈھی ہوئی رہتی ہے۔ اور دل اس جھلی میں بند رہتا ہے تو گویا محبت زلیخا کے دل کی شغاف بن گئی مراد یہ کہ قرآن نے زلیخا کو محبت کی چادر میں ہر طرف سے ڈھکا ہوا بتایا مومن کی مثال یہی ہونی چاہیے کہ خدائے پاک کے سوا اس کے دل میں کسی کی محبت گھر بنا ہی نہ سکے

مومن کے دل کی مثال آئینے کی سی

مومن کے دل کی مثال آئینہ کی سی ہے جس کے اندر وہی تصویر پیدا ہوتی ہے جو حواس خمسہ کے ذریعے اس کے اندر اترتی ہے۔ تو مومن کے جب حواس خمسہ میں ایک ذات وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کا جلوہ ہی نہیں ہے تو کسی غیر کی صورت کا عکس اس کے دل کے آئینہ میں کیونکر پیدا ہو سکیگا محبوب تو وہی ہوتا ہے جو دل میں متمکن ہو اور جلیس وہی ہوتا ہے جو محبوب ہوتا ہے پس مومن کے لئے اللہ کے سوا دوسرا کون محبوب ہے۔

معلوم ہوا کہ جس میں شئے جو آتی ہے وہ حواس خمسہ کے دروازوں سے آتی ہے۔ اور مومن وہ ہے جس کے دل کا دروازہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا سب کیلئے بند رہتا ہے تو جب غیر کیلئے دروازہ ہی بند ہے تو مومن کے دل میں غیر کا آنا محال ہے لہذا مومن کے دل میں خدا ہی خدا ہوگا کیونکہ خدا ہی اس کا محبوب ہے خدا ہی اس کا معشوق ہے خدا ہی اس کا مطلوب اور خدا ہی اس کا مقصود و مراد ہے۔

خدا اور غیر خدا کی محبت

ہم نے یہ بتلایا ہے کہ دل میں جس شئے کا جلوہ ہوتا ہے وہی محبوب ہوتی ہے لیکن دل میں بعض وقت ایک صورت آتی ہے اور نکل جاتی ہے پھر دوسری آتی ہے پھر تیسری آتی ہے۔ اس طرح متعدد شکلیں دل کے اندر آتی اور جاتی رہتی ہیں اور یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دل کے اندر دو صورتوں کی ایک وقت گنجائش نہیں ہے جس وقت جو شئے دل کے اندر ہوگی وہی دل کی مالک اور مختار ہوگی۔ دل کے اندر آئی ہوئی صورت جب تک از خود نکل نہ جائے یا نکالی نہ جائے دوسری شئے کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ لہذا اس بات کو ظاہر ہو گیا کہ جب دل میں غیر خدا کی محبت ہے تو خدا کی محبت موجود نہ ہو گی اور اگر خدا کی محبت ہے تو غیر خدا کی محبت باقی نہ رہیگی۔ دل میں جملہ ہے تو غیر نہیں ہے اور اگر غیر ہے تو خدا نہیں اس کو قاعدہ کلیہ کے طور پر تسلیم کر لینا چاہیے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بہت ممکن ہے کہ دونوں کی محبت کی برابر برابر ہو سکے یعنی یہ نہیں ہے کہ ایک ہی دل کے اندر اپنے اپنے حصے کے لحاظ سے بت بھی ہوں اور خدا بھی کیونکہ اس بات پر حکماء بھی متفق ہیں کہ نفس ناطقہ آن واحد میں دو کام نہیں کر سکتا۔ یا دو شئی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے جب حال یہ ہے تو ظاہر ہے کہ بت اور خدا دونوں کا ایک ساتھ جمع ہونا محال ہے لیکن قرآن مجید میں یحبونہم کحب اللہ موجود ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسکا مطلب دونوں محبتوں کا برابر برابر ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ کبھی بت کی صورت دل پر چھائی ہے اور کبھی خدا کی اور یہی شرک ہے اور جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا وہ مشرک ہے۔ پس صاحبِ دل یہاں سے اس بات کا تصفیہ کر سکتا ہے کہ وہ مومن ہے یا مشرک۔

مومن و مشرک

مومن وہ ہے جس کے دل میں خدا کے سوا کسی کی محبت نہ ہو بلکہ اسکی توجہ کسی آن بھی غیر خدا کی طرف نہ ہو اور مشرک اسکو سمجھنا چاہئے جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا۔ اسکا دل کبھی خدا کی طرف متوجہ ہو اور کبھی غیر خدا کیطرف اور یحبونھم کحب اللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرک کے دل سے اپنی محبت کی نفی نہیں کی ہے یہ نہیں فرمایا کہ مشرک مجھسے محبت نہیں رکھتے بلکہ مجھسے محبت اتنی ہی رکھتے ہیں جتنی کہ بتوں کی۔ لطف یہ ہے کہ مشرک حق تعالیٰ کے اس فرمان مقدس کے بموجب خدا اور غیر خدا دونوں سے برابر برابر محبت رکھتا ہے اور پھر بھی مشرک ہے اور اگر غیر خدا کی محبت غالب ہو تو نہیں معلوم کہ اسکا نام قرآن کی اصطلاح میں خدا کے نزدیک کیا ہے۔ آپ بتائیے کہ آپ اپنی بال بچے، مال و دولت، عزت و آبرو، جاہ و ثروت وغیرہ اور خدا سے آپ کی محبت ہموزن رکھتے ہیں یا کم و بیش۔ اگر ہموزن ہے تو آپ مشرک ہیں اور خدا کی محبت غالب ہے تو مومن اور خدا نخواستہ اگر کہیں غیر خدا کی محبت غالب ہے تو ہم کو آپ کا نام نہیں معلوم۔ کیونکہ مرتد۔ زندیق۔ منافق اور کافر و مشرک کے الفاظ تو قرآن مجید میں ملتے ہیں لیکن اس کیلئے کوئی لفظ ہی نہیں۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ کسی امر کی کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا اور درحقیقت شریعت بھی یہی ہے۔ اسلئے یہاں سے اس دوسرے شبہ کا ازالہ بھی ہونا چاہئے کہ "النکاح من سنتی" "ان لزوجک علیک حق" "ان لنفسک علیک حق" اور اکتساب حبیب اللہ وغیرہ کا کیا مطلب ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ توجہ الی الغیر جو احکامات قرآنیہ یعنی مرضیات الٰہیہ کے خلاف ہو وہی ممنوع ہیں۔ اور جب آپ کی توجہ بامتثال احکام قرآن اپنی تجارت اپنی نوکری یا کاشتکاری یا انتک گائے بیل بکری وغیرہ کی طرف بھی ہے تو وہی توجہ الی اللہ ہے۔ اسیطرح اگر آپنے بحکم قرآن کسی شے کی طرف سے رخ پھیر لیا ہے تو وہ بھی توجہ الی اللہ ہی ہے اور آپکے محبوب حقیقی ہی کا شہود آپکے دل میں جاگزیں اور آپکے حواس خمسہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظاہری یا باطنی پر مشتمل ہے اور یہی الحب للہ والبغض للہ کا بھی مطلب ہے جو شرط ایمان بھی ہے۔

ایمان تحقیقی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تحقیقی معنے جو منصوص کتاب وسنت ہے۔ اور بزرگان دین کا دستاویز اور زندگی کا دستور العمل ہے۔ یہ دوسری وجہ اوپر کی بیان کی ہوئی پہلی وجہ سے بہت بلند اور اعلیٰ وارفع ہے اس کا حصول ہی لا الہ الا اللہ کا تحقیقی ایمان ہے۔ ایسا مومن غیب سے شہود کے دربار میں آجاتا ہے۔ کل من علیہا فان کا جلوہ ہر آن اس کے پیش نظر ہوتا ہے اور ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کے خلوت خانہ خاص میں اس کی سکونت ہوتی ہے۔ قیامت کبریٰ اسی قائم کر لی ہوتی ہے اور اس کے دل کے اندر سے لمن الملک الیوم کی صدا بلند ہوتی ہے۔

مومن مذکورہ بالا اس ذریعہ سے ہی اشد حباً للہ کے درجہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے یعنی ایک تو یہ کہ اپنی جملہ توجہات کی باگ حق تعالیٰ کے ارادے کے ہاتھ میں دیدی جائے۔ دوسرے یہ کہ کلمہ طیبہ کا تحقیقی ایمان حاصل کر لیا جائے۔ پہلا راستہ عوام کیلئے ہے اور دوسرا خواص کیلئے۔ بیانات سابق سے عشق کے باہمی اقسام بھی ظاہر ہو چکے ہیں یعنی دل میں جو شے آکر ملی جلی محبت ہے اور جو متمکن ہو جائے وہ عشق ہے اور اسکو قرآن کی اصطلاح میں اشد حباً یا قد شغفہا حباً سے تعبیر کیا گیا ہے اور عاشق ومعشوق کی محبت کی جسقدر کرشمے یا اقسام لوگوں نے بیان کئے ہیں اس سے عشق کے ہی کرشمے مقصود ومتصور ہیں یعنی جبتک کہ محبت عشق کا درجہ حاصل نہ کر لے اس وقت تک وہ کرشمے وہ نیرنگیاں وہ سوز وگداز وہ آہ وفغاں وہ نالہ وشیون وشب وصبح جو ہر ذرات کی صورتیں عین محبوب میں جلوہ گر ہو حاصل نہیں ہو سکتیں کیونکہ افراط محبت کے ہی معنی ہیں کہ محبوب محب کی ہر مناسب چیز میں اتر جائے اور جملہ پر محبوب کا قبضہ ہو جائے اور محب معطل بیکار اور مردہ بنجائے جس کے متعلق مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

زندہ معشوق است وعاشق پردۂ　　　جملہ معشوق است وعاشق پردۂ

معشوق ہی زندہ ہے اور عاشق مردہ اور سب معشوق ہی معشوق ہے یعنی عاشق کے اندر جو کچھ ہے وہ جملہ معشوق ہی ہے مگر ظاہری صورت نمنس عاشق اس خیالی معشوق کا بھی پردہ ہے اور ایسی حالت کا نام عشق ہے اور ایسی محبت کا نام عاشق اور ایسے محبوب کا نام معشوق

© rasailojaraid.com